علم قراءت اور محدث تابعینِ قرّاء کرام : قرآن، حدیث اور تاریخی تناظر میں تجزیاتی

*عبد الحیٔ

**ڈاکٹر ریاض احمد سعید

Abstract

The Holy Quran is one of the most vibrant fields of knowledge in Islamic Sharī'ah because it is the primary source of Islamic Law and teachings. It has many sub-fields and branches of knowledge. One of the most significant fields of the Holy Quran's knowledge is 'Ilm al-Qira'at (Science of Qurānic Variants). It means the recitation of Quran in various styles, accents, methodology and approaches. According to deeper Islamic perception of Knowledge the Holy Quran was reveled in seven Ahruf (accents, meanings, phrases and styles).This Knowledge ultimately deals with these styles and methodologies. The wise and faithful companions of the Holy Prophet (pbuh) get more and more expertise under the divine leadership of the Kind Prophet (pbuh). After it the nearest era of the Holy Prophet (pbuh) is the era of Tābī'n (Successors of the Companions of the Holy Prophet). They worked hard and get more height and boom in different domains of knowledge of Islamic Sharī'ah. They served every field of Islamic sciences and knowledge but emphases on one of them and became (leader) Imam of it.

The honorable companions of the Holy prophet (pbuh) which get wisdom and knowledge directly from the Holy Prophet (pbuh) convey and deliver it to the respected Tāb'in and they made it most perfect and productive knowledge of the

---

* لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد، پاکستان

** لیکچرار، شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد، پاکستان

human history with their hard working and pure intentions . They had deeper knowledge of Quran and Hadith both but some of them had specialization in Qurānic sciences and some had specialization in Hadith and Seerah Studies. Contrary to this, some of them are included in Muhaddīthīn but they had deeper knowledge of Tafsīr and Qir'āt studies. This study examines the services and contribution of those Muhddīth Tābī'n which have special knowledge of Ilm al-Qira't (Qurānic Variants) with its skills.

Keywords: 'Ilm al-Qira'at (Qurānic Variants), Muhddīth Tābī'n, services &contribution

تمہید

ہمارے اسلاف کو قربِ الہی کی دولت بدرجہء کمال حاصل تھی جسکی برکت سے انکی ہمتیں عالی اور حوصلے نہایت بلند تھے، وہ قرآن وحدیث کے لفظی ومعنوی تمام علوم کے جامع تھے۔ایک ہی وقت میں وہ قاری بھی تھے، مفسر بھی، فقیہ بھی تھے اور محدث بھی، غازی بھی تھے اور مجاہد بھی، زاہد بھی تھے اور متقی بھی۔ ان حضرات نے اپنی اپنی استعداد اور فہم کے مطابق ایک ایک علم کو اختیار کیا اور اس میں ماہر بن گئے، نیز علوم وفنون میں توسع، عمق اور دقت نظری بڑھتی چلی گئی یہاں تک کہ ایک ایک شعبہ کے ذیل میں بے شمار ذیلی تفریعات وتخریجات نے بھی مستقل علوم کی شکل اختیار کرلی اور ایک شخص کی پوری زندگی انہی تفریعات وتدقیقات میں گزر گئی، تو پھر کوئی قراءت کی طرف مائل ہوا، تو کوئی تفسیر کی طرف، کسی نے حدیث میں کمال حاصل کیا تو کسی نے فقہ میں، کوئی صرفی بن گیا، تو کوئی نحوی اور بعض خلوت نشینی اختیار کرتے ہوئے درویش بن گئے۔

ان لوگوں میں تابعین کرام ایسی ہستیاں تھیں جنھوں نے صحابہ کرام کی صحبت سے فیض حاصل کیا، کتاب و سنت کو سیکھا اور صحابہ کرام نے براہ راست نبی اکرم ﷺ سے سیکھا اور نبی اکرم ﷺ نے روح القدس، جبریل امین کے واسطہ سے اللہ احکم الحاکمین سے اس قرآن مجید کو سیکھا، یاد کیا تو یہ سند متواتر نبی کریم ﷺ تک نہیں بلکہ اللہ رب العزت تک پہنچتی ہے جس سے اس کتاب کا معجزہ ہونا ظاہر ہوتا ہے۔

ان تابعین کرام نے قرآن وحدیث دونوں میں مہارت حاصل کی، ان میں سے بعض قراءت میں ماہر ہوئے اور بعض حدیث میں لیکن ان میں چند ایسی شخصیات ہیں جو محدث ہونے کے ساتھ ساتھ قراءت میں بھی خدمات سرانجام دیتے رہے، وہ کونسی ایسی شخصیات ہیں جنھوں نے دونوں میدانوں میں کارہائے نمایاں سرانجام دیے، یہ مقالہ انھیں کے تعارف پر مشتمل ہے۔

ان محدث قراء میں عبدالرحمن بن ہرمز اعرج، مجاہد بن جبیر، سعید بن جبیر، حسن بصری، محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلی، جعفر بن محمد الصادق، سلام بن سلیمان، اسحاق مسیبی، یحیی بن آدم وغیرہ شامل ہیں جو قراءت اور حدیث دونوں میں امام ہیں اور یہ تمام کے تمام شیوخ ثقات اور متقنین میں سے ہیں اور ان میں سے بعض صرف حدیث کے میدان میں معروف ہیں اور قراءت میں ان کی خدمات مخفی ہیں اس مقالہ میں ان کی خدمات کو اس حوالہ سے نمایاں کرنا اور ان کی علمی اہمیت کو واضح کرنا ہے۔

علم قراءت کی اہمیت

تمام کتب سماویہ میں قرآن مجید کی عزت وعظمت نمایاں ہے۔ اپنی اصل شکل میں اس وقت اگر کوئی صحیح اور کامل آسمانی کتاب ہے تو وہ قرآن مجید ہے، اسی کو عالمگیریت اور جامعیت کا درجہ حاصل ہے۔ قرآن مجید سے پہلی کتابیں مخصوص زمانہ اور مخصوص اقوام تک محدود تھیں، ان کتب کی حفاظت کا ذمہ نہ تو خالق کائنات نے اٹھایا نہ ہی ان کے محفوظ رہنے کا کوئی اعلان کیا۔ اس لیے وہ محفوظ نہیں رہیں۔ اس کے برعکس اللہ تعالی نے قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ بھی لیا اور ساتھ ہی اعلان بھی کر دیا۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ[1]

"بے شک ہم نے ذکر کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں"۔

اس مقصدِ حفاظت کی تکمیل کے لیے اللہ رب العلمین نے ایک ایسا ذریعہ اختیار فرمایا جو روزِ قیامت تک جاری وساری رہے گا وہ ہے ناقلین قرآن کا سلسلہ سند۔ اللہ سبحانہ وتعالی نے قراء کرام کے اذہان وقلوب کو اس کام کے لیے تیار کیا، اس کے اسباب مہیا کیے۔ اس لیے تاریخ شاہد ہے کہ امت مسلمہ میں ہر وقت اتنے حفاظ موجود رہے ہیں کہ جن کو احاطہ شمار میں لانا صرف اللہ رب العزت کے اختیار میں ہے۔ ہر زمانہ میں ناقلین قرآن آنے والوں تک

اپنے علم کو منتقل کرتے رہے حتی کہ موتیوں کی طرح پروئی ہوئی راویوں کی ایک خوبصورت لڑی بن گئی، جس کو سند کا نام دیا جاتا ہے اور یہ سند عام سند نہیں بلکہ اس کا دوسرا نام "سلسلۃ الذہب" ہے۔

قرآن مجید کا یہ بہت بڑا اعجاز ہے کہ اس کی سند روز اول سے لے کر آج تک اسی طرح چل رہی ہے اور صرف ایک سند نہیں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں ایسے لوگ موجود ہیں جن کے پاس باقاعدہ ایسی سندیں موجود ہیں جو انھیں علمی اداروں میں اپنے شیوخ سے فراغت کے بعد ملتی ہیں۔ نسل در نسل یہ سلسلہ چلا جا رہا ہے اور تا قیامت چلتا رہے گا۔ ان شاءاللہ۔ اور یہ سلسلہ سند صرف حفص کی روایت ہی نہیں بلکہ قراءات سبعہ و عشرہ کے ہر امام اور ان کے تمام راویوں کی سند تک محفوظ ہے۔

علم قراءت کیا ہے، اس کا فائدہ اور اہمیت کیا ہے؟

علامہ احمد بن محمد البنّا فرماتے ہیں:

"علم القراءة علم يعلم منه اتفاق الناقلين لكتاب الله تعالى واختلافهم فى الحذف والإثبات والتحريك والتسكين والفصل والوصل وغير ذلك من هيئة النطق والإبدال وغيره, من حيث السماع, أو يقال: علم بكيفية أداء كلمات القرآن, واختلافها معزوا الناقله".[2]

ترجمہ: "علم قراءت وہ علم ہے جس سے کلماتِ قرآنیہ میں قرآن مجید کے ناقلین کا وہ اتفاق واختلاف معلوم ہو جو نبی کریم ﷺ سے سن لینے کی بناء پر ہے، اپنی رائے کی بنا پر نہیں ہے"۔

اس کا فائدہ کیا ہے اس کے بارے میں علامہ احمد بن محمد البنّا فرماتے ہیں:

"صيانته عن التحريف والتغيير مع ثمرات كثيرة, ولم تزل العلماء تستنبط من كل حرف يقرأ به قارء معنى لا يوجد فى قراءة الآخر, والقراءة حجة الفقهاء فى الاستنباط ومحجتهم فى الاهتداء مع ما فيه من التسهيل على الأمة".[3]

ترجمہ: "بہت سے فوائد کے ساتھ ساتھ قرآن کو تحریف اور تبدیلی سے محفوظ رکھنا، اور علماء اس کی ہر قراءت سے استنباط کرتے رہے ہیں، اور یہ قراءات امت پر آسانی کے ساتھ، فقہاء کے لیے استنباط اور رہنمائی میں حجت ہے"

ایک لمبی حدیث ہے جسے عمر روایت کرتے ہیں جس میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ أُنْزِلَ عَلَى سَبْعَةِ أَحْرُفٍ، فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنْهُ»[4]

ترجمہ: بے شک یہ قرآن سات حرفوں پر اتارا گیا ہے، پس جو آسان ہو اس میں پڑھو۔

مطلب یہ ہے قرآن کریم سات حرفوں پر اترا ہے اور ان میں سے کوئی ایک پڑھ لیں یا سب کو ملا کر پڑھ لیں سب طریقے کافی شافی ہیں کیونکہ مقصد آسانی ہے۔ قراءت سبعہ و عشرہ اس سبعۃ احرف کا ایک حصہ اور جزء ہے جیسا کہ امام ابو شامہ[5] اور امام ابن الجزری[6] وغیرہ نے وضاحت کی ہے۔[7]

امام ابو شامہ نے فرمایا: **"ظن قوم أن القراءات السبع الموجودة الآن هي التي أريدت في الحديث وهو خلاف إجماع أهل العلم قاطبة وإنما يظن ذلك بعض أهل الجهل".**[8]

ترجمہ: بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ موجودہ قراءت سبعہ وہی ہے جو حدیث میں بیان ہوئی ہے تو یہ تمام اہل علم کے اجماع کے خلاف ہے اور یہ بعض جاہل لوگوں کا خیال ہے۔

قراء صحابہ کرام عہد نبوی میں بہت سارے صحابہ کرام نے قرآن مجید حفظ کیا ہوا تھا جن میں سے بعض تک قراءات کی اسانید بھی پہنچتی ہیں۔ امام ذہبی فرماتے ہیں: جن صحابہ کرام نے قرآن مجید حفظ کرکے آپ کو سنایا ان میں سے مندرجہ ذیل صحابہ کرام زیادہ مشہور و معروف ہیں:

۱- عثمان بن عفان ۳۵ھ

۲- علی بن ابی طالب ۴۰ھ

۳- ابی بن کعب ۳۲ھ

۴- عبد اللہ بن مسعود ۳۲ھ

۵- زید بن ثابت ۴۵ھ

۶- ابو موسی اشعری ۵۰ھ

۷- ابو درداء عویمر بن زید 32ھ یا اس کے بعد

یہ وہ محترم ومکرم ہستیاں ہیں جن کے متعلق ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ انہوں نے حیات رسول ﷺ میں ہی قرآن کریم حفظ کیا اور یاد کر کے نبی کریم ﷺ کو سنایا، اور یہی وہ مکرم ہستیاں ہیں جن کے گرد آئمہ عشرہ کی اسانید قراءات گھومتی ہیں۔

اس کے علاوہ بھی دیگر صحابہ کرام نے قرآن مجید حفظ کیا ان میں درج ذیل نام زیادہ معروف ہیں:

۸-سیدنا معاذ بن جبل ۱۸ھ

۹-سالم مولی ابو حذیفہ 12ھ

۱۰-عبد اللہ بن عمر ۷۳ھ

۱۱-عقبہ بن عامر 60ھ قابل ذکر ہیں لیکن ان کی قراءات ہم تک نہیں پہنچیں۔[9]

پہلے سات قراء کرام میں سے حضرت ابی بن کعب سے صحابہ کرام کی ایک جماعت نے قرآن مجید پڑھا ان میں سے ابو ہریرہ، ابن عباس، عبد اللہ بن السائب، اسی طرح عبد اللہ بن عباس نے زید بن ثابت سے بھی سیکھا اور ان سے تابعین کی ایک کثیر تعداد نے یاد کیا۔[10]

مشہور قراء تابعین کرام

مشہور تابعین کرام جنھوں نے ان صحابہ کرام سے قرآن مجید یاد کیا:-

مدینہ میں: سعید بن المسیب، عروۃ بن زبیر، سالم، عمر بن عبد العزیز، سلیمان، عطاء ابن یسار، معاذ بن حارث جو معاذ القارئ کے نام سے معروف ہیں، عبد الرحمن بن ہرمز اعرج، ابن شہاب زہری، مسلم بن جندب، زید بن اسلم۔

مکہ میں: عبید بن عمیر، عطاء بن ابی رباح، طاوس، مجاہد، عکرمہ، ابن ابی ملیکہ۔

کوفہ میں: علقمہ، اسود، مسروق، عبیدۃ، عمرو بن شرحبیل، حارث بن قیس، ربیع بن خثیم، عمرو بن میمون، ابو عبد الرحمن سلمی، زر بن حبیش، عبید بن نضیلہ، سعید بن جبیر، نخعی، شعبی۔

بصرہ میں: ابو العالیہ، ابو رجاء، نصر بن عاصم، یحیی بن یعمر، حسن، ابن سیرین، قتادہ۔

شام میں: مغیرۃ بن ابی شہاب مخزومی صاحب عثمان، خلیفہ بن سعد صاحب ابی الدرداء۔[11]

تابعین کی اس جماعت میں قراءات کے ساتھ ساتھ حدیث اور فقہ کا غلبہ تھا۔

تبع تابعین قراء کرام

ابوعبید قاسم بن سلام فرماتے ہیں:

ان تابعین کے بعد جانشین حاملین قرآن لوگوں میں ان جیسی ہمت اور طاقت نہ تھی، انہوں نے صرف قراءات کو اپنا مرکز و محور بنا کر تمام تر توجہ قراءات میں صرف کی، لوگ ان سے قراءات نقل کرنے لگے حتی کہ وہ اس فن کے امام و مقتدا بن گئے چنانچہ مندرجہ

ذیل حضرات پر قراءات کی بنیاد منتہی ہوئی:

مدینہ میں: ابو جعفر یزید بن القعقاع ، شیبہ بن نصاح، نافع بن ابی نعیم۔

مکہ میں: عبد اللہ بن کثیر ، حمید بن قیس اعرج ، محمد بن محیصن

کوفہ میں: یحیی بن وثاب ،عاصم بن ابی النجود، سلیمان اعمش، حمزہ اور کسائی۔

بصرہ میں: عبد اللہ بن ابی اسحاق ،عیسی بن عمر، ابو عمرو بن العلاء ،عاصم جحدری، یعقوب حضرمی۔

شام میں: عبد اللہ بن عامر، عطیہ بن قیس کلابی، اسماعیل بن عبد اللہ بن مہاجر ، یحیی بن حارث ذماری، شریح بن یزید حضرمی۔ اور انہیں میں مشہور آئمہ سبعہ ہوئے۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس مقالہ میں صرف ان تابعین کرام کا تعارف کروایا جائے گا جنہوں نے قراءات اور حدیث دونوں میدانوں میں خدمات انجام دیں اور ان کی قراءت کی سند بھی ہم تک پہنچی، حدیث اور علوم حدیث میں ان کا نام معروف ہے لیکن قراءت میں نہیں حالانکہ قراءت کے میدان میں بھی ان کی بہت خدمات ہیں بلکہ قرآن کی قراءات کی سند ان ہی کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہے اور ان کی انکی خدمات کو روشناس کرانا بہت ضروری ہے۔[12]

۱-عبد الرّحمٰن بن ہرمُز اعرج (م: 117 ھ)

امام، حافظ، حجت، مقرئ عبد الرحمن بن ہرمز اعرج ، ابو داود مدنی ، ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب کے آزاد کردہ تھے۔ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے، بعض صحابہ کرام سے حدیث نبوی کا سماع کیا ، قرآن مجید کی بہ نسبت

حدیث میں زیادہ مشہور ہیں، قرآن مجید حفظ کیا اور ابو ہریرۃ، ابن عباس، عبد اللہ بن عیاش بن ابی ربیعۃ سے قراءت سیکھی۔ قرآن مجید کو اپنے ہاتھ سے تحریر کیا کرتے تھے، آپ کا شمار علماء لغت میں بھی ہوتا ہے، ابو الأسود الدؤلی کے بھی تلمیذ رشید تھے، اسی طرح نسب قریش کے ماہر تھے۔ آخری عمر میں مصر گئے اور اسکندریہ میں ۱۱۷ھ کو ۸۰ سال سے زائد عمر میں وفات پائی۔[13]

آپ ثقہ ثبت اور کتب ستہ کے رواۃ میں سے ہیں، قراءت میں آپ کی سند جسے امام ابن مجاہد نے اپنی کتاب السبعہ میں ذکر کیا ہے، درج ذیل ہے۔

"أخبرنا نَافِع أَنه قَرَأَ على الْأَعْرَج وَأَن الْأَعْرَج قَالَ قَرَأت على أبي هُرَيْرَة وَقَالَ أَبُو هُرَيْرَة قَرَأت على أبي بن كَعْب وَقَالَ أبي عرض على رَسُول الله ﷺ الْقُرْآن وَقَالَ أَمرنِي جِبْرِيل أَن أعرض عَلَيْك الْقُرْآن".[14]

امام نافع نے اعرج سے اور اعرج نے ابو ہریرہ سے، ابو ہریرہ نے ابی بن کعب سے اور ابی بن کعب نے رسول اللہ ﷺ سے قرآن سیکھا اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبریل نے مجھے حکم دیا کہ میں تجھے قرآن سناؤں۔

2۔ مُسلم بن جُندُب ہُذلی (م:۱۰۶ ھ)

مسلم بن جندب ہُذلی ، ابو عبد اللہ مدنی قاضی ، عبد اللہ بن مسلم مقریء کے والد، حکیم بن حزام، زبیر بن عَوام، ابن عمر، ابو هریرۃ ، اسلم مولی عمر بن الخطاب، یزید بن ہرمز وغیرہ سے احادیث روایت کرتے ہیں۔ فصیح اللسان لوگوں میں سے ہیں، مدینہ میں وعظ و قصص بیان کیا کرتے تھے۔ عبد اللہ بن عیاش مخزومی سے قرآن پڑھا۔ امام بخاری نے کتاب " أفعال العباد " ، اور امام ترمذی نے جامع الترمذی میں ان سے روایت نقل کی ہے۔ امام عجلی[15]، حافظ ابن حجر[16] اور امام ذہبی[17] نے آپ کو ثقہ تابعی قرار دیا ہے۔ ابن مجاہد فرماتے ہیں : "كان من فصحاء الناس ، و كان معلم عمر بن عبد العزيز ، و كان عمر يثني عليه و على فصاحته بالقرآن."[18]

"فصیح لوگوں میں سے تھے، عمر بن عبد العزیز کے استاد تھے اور عمر بن عبد العزیز ان کی اور ان کے فصاحت قرآن کی مدح ثنائی کرتے تھے"۔

خلیفہ ہشام بن عبد الملک کے زمانہ میں ۱۰۶ھ یا اس کے بعد وفات پائی۔[19]

3۔ یزید بن رُومَان (م: ۱۳۰ ھ)

یزید بن رومان اسدی ، ابو روح مدنی ، مولی آل الزبیر بن العوام، فقہاء اہل مدینہ، مقری، کثیر الحدیث، ثقہ عالم، کتب ستہ کے رُواۃ میں سے ہیں، عبد اللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی سے قراءت کو حاصل کیا۔ حدیث کو انس بن مالک، ابوہریرہ، عبد اللہ بن زبیر، سالم بن عبد اللہ بن عمر، صالح بن خوات بن جبیر، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر، عروۃ بن الزبیر، محمد بن مسلم بن شہاب زہری سے نقل کرتے ہیں۔ حافظ ابن حجر[20] اور امام ذہبی[21] نے آپ کو ثقہ تابعی قرار دیا ہے۔ ۱۲۰ھ یا ۱۳۰ھ کو وفات پائی۔[22]

آپ کی سند قراءت درج ذیل ہے۔

"قَالَ أبي أويس أَخْبرنِي يزِيد بن رُومَان مولى آل الزبير أَنه أَخذ الْقِرَاءَة عرضا عَن عبد الله بن عَيَّاش بن أبي ربيعَة وَقد روى أَيْضا عَن ابْن عَبَّاس".[23]

ابو اویس کہتے کہ یزید بن رومان نے مجھے بتایا کہ انھوں نے عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ سے قراءت کو حاصل کیا اور یہ بھی مروی ہے کہ ابن عباس سے بھی قراءت حاصل کی۔

4. مُجاہد بن جبیر (م: ۱۰۴ھ)

مجاہد بن جبر یا جبیر، ابو الحجاج مکی قرشی مخزومی، سائب بن ابی السائب مخزومی یا قیس بن مخزومی کے غلام تھے۔ ان کی پیدائش 21ھ میں زمانہ خلافت فاروق اعظم میں ہوئی۔ 83 برس کی عمر میں ۱۰۳ھ یا ۱۰۴ھ میں وفات پائی۔ امام، فقیہ، کثیر الحدیث، قراءت، تفسیر کے امام، حدیث نبوی میں ماہر، ثقہ اور نہایت نامور عالم تھے۔[24]

قراءت اور تفسیر انہوں نے حبر الامۃ ابن عباس سے حاصل کی اور تین مرتبہ ان سے قرآن کا دورہ کیا، اس محنت اور تحقیق کے ساتھ کہ ہر ایک آیت پر رک کر اس کے شانِ نزول اور اس کے جملہ متعلقات پوچھتے جاتے تھے۔

قال مجاهد:" قرأت القرآن على ابن عباس ثلاث عرضات أقف عند كل آية أسأله فيم نزلت، و كيف كانت". [25]

ترجمہ: میں نے ابن عباس سے تین دفعہ قرآن کا دورہ کیا۔ ہر آیت پر رکتا اور پوچھتا کہ کن کے بارے میں نازل ہوئی اور اب اس کا کیا (مفہوم) ہے۔

انہوں نے عبد اللہ بن عباس کے علاوہ بہت سے صحابہ کرام سے کسب فیض کیا، ان میں علی، سعد بن ابی وقاص ،عبادلہ اربعہ، رافع بن خدیج ،ابو سعید خدری، عائشہ، ام سلمہ، جویریہ بنت الحارث ،ابو ہریرۃ ،ام ہانی بنت ابی طالب ،جابر بن عبد اللہ ،عطیہ قرظی، سراقہ بن مالک بن جعشم وغیرہ اور تابعین کی ایک بہت بڑی تعداد سے روایت کرتے ہیں۔[26]

آپ کے تلامذہ میں ایک بہت بڑی تعداد شامل ہے، ان میں ایوب سختیانی، عطاء ،عکرمہ، ابن عون ،عمرو بن دینار، قتادہ، عبید اللہ بن ابی یزید ،ابان بن صالح ،سلیمان الاعمش ،عبد اللہ بن کثیر القاری وغیرہ۔[27]

امام ابن کثیر کے علاوہ امام ابو عمرو بصری اور ابن محیصن نے بھی آپ سے قرآن سیکھا۔[28]

ان کی قرآن کی سند کچھ یوں ہے:

"وَقَرَأَ مُجَاهِد على ابْن عَبَّاس ،وَقَرَأَ ابْن عَبَّاس على أبي بن كَعْب وَلم يُخَالف ابْن كثير مُجَاهدًا فِي شَيْء من قِرَاءَته". [29]

ترجمہ: مجاہد نے ابن عباس سے، ابن عباس نے ابی بن کعب سے قرآن پڑھا اور امام ابن کثیر مکی نے مجاہد سے ان کی قراءت میں کوئی اختلاف نہیں کیا۔

5. سعید بن جبیر (م: 95ھ):

سعید بن جبیر بن ہشام اسدی والبی مولاھم کوفی ، ابو محمد، امام، حافظ، مقری، مفسر، محدث، فقیہ تابعی اور حبشی الاصل تھے، ثقہ ثبت حجت اور کتب ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔ حدیث کو انس بن مالک، عبد اللہ بن زبیر، عبد اللہ بن عباس، عبد اللہ بن عمر ،عبد اللہ بن مغفل ،عدی بن حاتم ، ابو سعید خدری ،ابو عبد الرحمن سلمی ،ابو

مسعود انصاری، ابو موسی اشعری ، ابو ہریرۃ اور ام المؤمنین عائشہ سے حاصل کیا، کوفہ میں سکونت اختیار کی اور یہیں علم کی نشرواشاعت کی، ۹۵ھ میں حجاج بن یوسف نے آپ کو شہید کرادیا تھا۔[30]

آپ کی قراءت کی سند کچھ یوں ہے:

قال أبو العباس "ختن ليث قال سألت أبا عمرو على من قرأت فقال على مجاهد وسعيد بن جبير وغيرهما".[31]

ترجمہ: ابوالعباس جو لیث کے داماد ہیں فرماتے ہیں میں نے امام ابوعمرو بصری سے پوچھا آپ نے کس سے پڑھا تو انھوں نے جواب دیا مجاہد اور سعید بن جبیر سے۔

"عن يحيى بن مبارك اليزيدي عن أبي عمرو قال سمع سعيد بن جبير قراءتي فقال الزم قراءتك هذه".[32]

ترجمہ: یحیی بن مبارک یزیدی ابوعمرو بصری سے روایت کرتے ہیں کہ سعید بن جبیر نے ان (ابوعمرو بصری) کی قراءت سنی تو کہا: اس قراءت کو لازم پکڑو۔

6-ابو عبدالرحمن سلمی کوفی (م:۷۴ھ):

عبداللہ بن حبیب بن ربیعہ ہے، کوفہ کے قاری، امام، عہد نبوی میں پیدا ہوئے، اولاد صحابہ میں سے ہیں، قراءت اور حدیث دونوں میں ثقہ ثبت ہیں، کتب ستہ میں آپ کی مرویات ہیں، عثمان، علی اور عبداللہ بن مسعود سے قرآن سیکھا، حسن و حسین نے بھی آپ کو قرآن سنایا۔

اس حدیث کو حذیفہ بن یمان ، خالد بن الولید ، سعد بن ابی وقاص ، ابوموسی اشعری، عبد اللہ بن مسعود ، عثمان بن عفان ، علی بن ابی طالب ، عمر بن الخطاب ، ابو الدرداء ، ابو ھریرۃ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ عثمان کی خلافت سے حجاج کے زمانہ تک تقریباً چالیس ۴۰ سال تک قرآن مجید کی تدریس سے وابستہ رہے، ۷۴ھ میں وفات پائی۔[33]

7- زر بن حبیش(م: 81ھ):

نام ونسب زر بن حبیش بن حباشتہ بن اوس اسدی کوفی، کنیت ابو مریم ،زمانہ جاہلیت پایا،اسلام لائے لیکن نبی کریم ﷺ سے ملاقات نہ کر سکے، جلیل القدر تابعی اور کتب ستہ کے رواۃ میں سے ہیں، کوفہ میں سکونت اختیار کی، صحابہ کرام میں سے عُمَر بن خطاب، ابو ذر غفاری ، ام المؤمنین عائشہ ،عمار بن یاسر، صفوان بن عسال ،ابی بن کعب ،عبد الرحمن بن عوف وغیرہ سے علم حدیث حاصل کیا۔عبد اللہ بن مسعود اور علی بن ابی طالب سے قرآن مجید کی تعلیم حاصل کی۔حفظ میں بہت پختہ تھے، کوفہ میں تدریس کی مسند سجائی،یحیی بن وثاب ،عاصم بن ابی النجود ،ابو اسحاق سبیعی اور سلیمان بن مہران اعمش وغیرہ نے آپ سے قراءت سیکھی۔آپ لغت عربی کے اتنے ماہر تھے کہ عبد اللہ بن مسعود اس بارے میں آپ سے سوال کیا کرتے تھے۔زر بن حبیش 81 ھ نے کوفہ میں 122 سال کی عمر میں وفات پائی۔[34]

امام عاصم کی ان سے سند کچھ یوں ہے،خود فرماتے ہیں:

قال عاصم: "و كنتُ أرجع من عند عبد الرحمن، فأعرض على زر بن حبيش، و كان زر قد قرأ على عَبد الله بْن مسعود. قال أبو بكر: قلت لعاصم: لقد استوثقت، أخذت القراءة من وجهين، قال: أجل".[35]

"امام عاصمؒ کہتے ہیں میں ابو عبد الرحمن سُلمی سے پڑھ کر لوٹتا پھر زِر بن حبیشؒ سے پڑھتا اور زِر نے عبد اللہ بن مسعود سے پڑھا ہے، ابو بکر کہتے ہیں میں نے عاصم سے کہا: آپ نے تو خوب پختہ کیا اور دو طرق سے قراءت کو حاصل کیا، انہوں نے کہا: جی ہاں" ۔

8-اعمش سلیمان بن مہران(م:۱۴۸ھ):

سلیمان بن مہران اسدی کاہلی ہے ،کاہل بن اسد بن خزیمہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔کنیت ابو محمد اور لقب اعمش ہے ۔کمزور بینائی کی بنا پر آپ کو یہ لقب دیا گیا۔امام، شیخ الاِسلام، شیخ المقرئین والمحدثین، ثقہ حافظ، قراءت کے ماہر، زہدو

ورع کی عملی تصویر تھے، تدلیس میں معروف ہیں۔ قراءت شاذہ میں سے ایک امام ہیں۔ آپ کی پیدائش حسین بن علی کی شہادت کے سال 61 ہجری میں اور وفات ۱۴۸ھ کو ۸۷ سال کی عمر میں ہوئی۔

حدیث کو ابراہیم نخعی ، اسماعیل بن ابی خالد ،اسماعیل بن رجاء زبیدی ، جامع بن شداد ،حبیب بن ابی ثابت ،حکم بن عتیبہ ، ذکوان ابی صالح السمان ، سعید بن جبیر، طلحہ بن مصرف، عطاء بن ابی رباح، عکرمہ مولی ابن عباس وغیرہ سے حاصل کیا۔

مقری عراق یحیی بن وثاب،زید بن وہب،زر بن حبیش،ابو العالیہ اور مجاہد وغیرہ سے قراءت کا علم حاصل کیا۔[36]

سفیان بن عیینہ کا بیان ہے کہ: "كَانَ الأَعْمَشُ أَقْرَأَهُم لِكِتَابِ اللهِ، وَأَحْفَظَهُم لِلْحَدِيْثِ، وَأَعْلَمَهُم بِالفَرَائِضِ".[37]

"اعمش کتاب اللہ کے بڑے قاری، احادیث کے بڑے حافظ اور علم فرائض کے ماہر تھے"۔

امام حمزہ کی اعمش سے سند:

"قال حدثنا حجاج قال قلت لحمزة قرأت على الأعمش قال لا ولكني سألته عن هذه الحروف حرفا حرفا".[38]

حجاج کہتے ہیں کہ میں نے امام حمزہ سے پوچھا کہ آپ نے اعمش سے قراءت پڑھی، انھوں نے کہا نہیں بلکہ ان اختلافی حروف کو ایک ایک کرکے پڑھا ہے۔

"قال وقرأ حمزة أيضا على سليمان بن مهران الأعمش وقرأ سليمان على يحيى ابن وثاب وقرأ يحيى على أصحاب عبدالله وقرأ يحيى أيضا على زر بن حبيش وزر قرأ على علي وعثمان وعبدالله".[39]

اور دوسری روایت میں ہے کہ امام حمزہ نے سلیمان بن مہران اعمش سے پڑھا اور سلیمان نے یحیی بن وثاب سے اور یحیی بن وثاب نے عبد اللہ بن کے تلامذہ سے اسی طرح یحیی بن وثاب نے زر بن حبیش سے اور زر بن حبیش نے علی، عثمان اور عبد اللہ بن مسعود سے قراءت پڑھی۔

9-ابن ابی لیلی(م: 148ھ):

محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلی، ابو عبد الرحمن، قاضی و مفتی کوفہ، امام العلم، عالی مرتبت اور فقیہ ہیں۔اپنے بھائی عیسی بن ابی لیلی، امام شعبی اور منہال بن عمرو سے قرآن سیکھا اور ان سے حمزہ زیات نے، حدیث کو حکم بن عتیبہ، قاسم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود ، محمد بن عبد الرحمن بن سعد بن زرارۃ انصاری ، سلمہ بن کھیل ،عامر شعبی،عطاء بن ابی رباح،منہال بن عمرو ،نافع مولی ابن عمر وغیرہ سے نقل کرتے ہیں۔امام احمد بن حنبل اور بہت سے آئمہ حدیث نے انہیں حدیث میں سیئ الحفظ کہا ہے۔ ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔[40]

امام حمزہ سے ان کی سند قراءت:

"وقرأ حمزة أيضاً على ابن أبي ليلى وقرأ ابن أبي ليلى على أخيه وقرأ أخوه على أبيه عبد الرحمن وقرأ عبدالرحمن على علي ".[41]

امام حمزہ نے ابن ابی لیلی سے قراءت پڑھی اور ابن ابی لیلی نے اپنے بھائی سے اور ان کے بھائی نے اپنے والد عبد الرحمن سے اور عبد الرحمن نے علی سے پڑھا۔

"وقرأ على ابن أبي ليلى وقرأ ابن أبي ليلى على المنهال بن عمرو وقرأ المنهال على سعيد بن جبير وقرأ سعيد على ابن عباس وقرأ ابن عباس على أبي بن كعب وقرأ أبي بن كعب على النبي ".[42]

امام حمزہ نے ابن ابی لیلی سے قراءت پڑھی اور ابن ابی لیلی نے منہال بن عمرو سے ، اور منہال نے سعید بن جبیر سے اور سعید بن جبیر نے ابن عباس سے اور ابن عباس نے ابی بن کعب سے اور ابی بن کعب نے نبی ﷺ سے پڑھا۔

"قَالَ سليم بن عِيسَى الْكُوفِي قَرَأَ حَمْزَة على الْأَعْمَش وَابْن أبي ليلى فَمَا كَانَ من قِرَاءَة الْأَعْمَش فَهُوَ عَن ابْن مَسْعُود وَمَا كَانَ من قِرَاءَة ابْن أبي ليلى فَهُوَ عَن عَليّ ".[43]

سُلیم بن عیسی کہتے ہیں کہ امام حمزہ نے اعمش اور ابن ابی لیلی دونوں سے قراءت پڑھی اور اعمش کی قراءت عبد اللہ بن مسعود سے اور ابن ابی لیلی کی قراءت علی کے واسطہ سے ہے۔

10-حُمران بن اعین(م:129ھ):

حمران بن اعین ، کوفی ، (عبد الملک بن اَعین ، و عبد الاَعلی بن اَعین اور بلال بن اَعین کے بھائی ہیں) کوفہ کے کبار قراء اور بنو شیبان کے موالی میں سے ہیں، قراءت میں ثقہ لیکن حدیث میں ضعیف ہیں، حدیث کو ابو الطفیل عامر بن واثلہ لیثی ،عبید بن نضیلہ ان کو قرآن بھی سنایا،ابو جعفر محمد بن علی بن حسین ،ابو حرب بن ابی الاَسود وغیرہ سے نقل کرتے ہیں۔ان کی سند قراءات ابن مجاہد کے ہاں یوں بیان کی گئی ہے۔[44]

"قال علی بن حمزة الکسائی قلت لحمزة علی من قرأت فقال علی ابن أبی لیلی وحمران بن أعین قلت فحمران علی من قرأ قال علی عبید بن نضیلة الخزاعی وقرأ عبید علی علقمة وقرأ علقمة علی عبد الله وقرأ عبد الله علی النبی ".[45]

علی بن حمزہ کسائی کہتے ہیں میں نے امام حمزہ سے پوچھا، آپ نے قراءت کس سے پڑھی؟ تو انھوں نے جواب دیا علی بن ابی لیلی اور حمران بن اعین سے۔ میں نے پوچھا حمران نے کس سے پڑھا؟ انھوں نے جواب دیا عبید بن نضیلہ خزاعی سے اور عبید نے علقمہ سے اور علقمہ نے عبد اللہ بن مسعود سے اور عبد اللہ بن مسعود نے نبی کریم ﷺ سے۔

ابو بکر بن مجاہد اپنی سند سے بیان کرتے ہیں:

"قرأ سلیم علی حمزة الزیات وقرأ حمزة علی حمران بن أعین وقرأ حمران علی أبی الأسود الدؤلی وقرأ أبو الأسود علی علی وعثمان".[46]

سلیم بن عیسی نے حمزہ زیات سے، انھوں نے حمران بن اعین سے انھوں نے ابو اسود دؤلی، انھوں نے علی اور عثمان سے قراءت پڑھی۔

11-جعفر بن محمد صادق(م: 148ھ)

جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی قرشی ہاشمی ، ابو عبد اللہ مدنی صادق، مدینہ کے جلیل القدر علماء میں سے ہیں، امام بخاری نے ادب المفرد، امام مسلم نے صحیح، ابو داود ، ترمذی ، نسائی، ابن ماجہ نے سنن میں ان سے روایت کرتے ہیں۔ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۴۸ھ میں وفات پائی۔اپنے والد محترم محمد باقر سے قرآن مجید کی تعلیم

حاصل کی ، امام حمزہ نے مدینہ میں ان سے قرآن مجید سیکھا، فرماتے ہیں:" قرأت على أبي عبد الله جعفر الصادق القرآن بالمدينة".[47]

"میں نے امام جعفر صادق سے مدینہ میں قراءت پڑھی۔"

امام ابن مجاہد ان کی سند قراءت یوں بیان کی ہے:

"وقرأ حمزة أيضا على جعفر بن محمد(بن علي بن الحسين بن علي بن أبي طالب) وقرأ جعفر على آبائه وقرءوا على أهل المدينة".[48]

امام حمزہ نے امام جعفر بن محمد سے ،اور امام جعفر بن محمد نے اپنے اباؤ اجداد سے اورانھوں نے اہل مدینہ سے قراءت پڑھی۔

حدیث کو عبید اللہ بن ابی رافع کاتب علی،عروۃ بن زبیر ،عطاء بن ابی رباح ، قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق ،اپنے والد ابو جعفر محمد بن علی باقر ،محمد بن مسلم بن شہاب زہری ، محمد بن المنکدر ،مسلم بن ابی مریم،نافع مولی ابن عمروغیرہ سے نقل کرتے ہیں۔[49]

12-عیسی بن عمر ہمدانی(م: ۱۵۶ھ):

عیسی بن عمر کوفی اسدی قاری، ہمدانی کے نام سے معروف ہیں، کنیت ابو عمر،نابینا تھے،امام حمزہ کے بعد کوفہ کے قاری ہیں، حدیث میں بھی ثقہ ہیں،امام ترمذی اور امام نسائی اپنی سنن میں ان سے روایت نقل کرتے ہیں۔امام عاصم بن ابی النجود، طلحہ بن مصرف اور سلیمان اعمش سے قراءت سیکھی، امام کسائی اور ایک جماعت نے آپ سے کسب فیض کیا۔۱۵۶ھ میں وفات پائی۔[50]

امام کسائی اپنے شیوخ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"قَالَ الْكسَائِي: أدْرکْت أَشْيَاخ أهل الْكُوفَة الْقُرَّاء الْفُقَهَاء ابْن أبي ليلى وَأَبَان بن تغلب وَالْحجاج بن أَرْطَاة وَعِيسَى بن عمر الهمذاني وَحَمْزَة الزيات".[51]

"میں نے کوفہ کے بزرگ قراء فقہاء ابن ابی لیلی، ابان بن تغلب، حجاج بن ارطاۃ، عیسی بن عمر ہمذانی اور حمزہ زیات وغیرہ سے قراءات اور دیگر علوم کو حاصل کیا۔"

حدیث میں آپ کے شیوخ میں ابراہیم بن محمد بن منتشر ،اسماعیل بن عبد الرحمن السدی ،حماد بن ابی سلیمان ،زید بن اسلم ، سہل بن ابی امامہ،طلحہ بن مصرف ،عبد الرحمن بن اصبھانی ،عطاء بن ابی رباح ،عطاء بن السائب ،عمرو بن مرۃ وغیرہ سے روایت نقل کرتے ہیں۔

13-سلام بن سلیمان(م: 171ھ):

ابو المنذر سلام بن سلیمان مُزنی مقری نحوی بصری خراسانی، جامع بصرہ کے امام اور بصرہ کے جلیل القدر علماء میں سے ہیں۔ معقل بن یسار مُزنی کے غلام تھے، عاصم بن بہدلہ، عاصم جحدری، ابو عمرو بصری، شہاب بن شُرنفہ اور ایک جماعت سے قرآن کی تعلیم حاصل کی۔یعقوب حضرمی، ابراہیم بن حسن علاف اور ایوب بن متوکل وغیرہ نے آپ سے قراءات سیکھی۔اس حدیث کو ایوب سختیانی ،ثابت بنانی ،حمید بن قیس اعرج ،داود بن ابی ھند ،عاصم بن ابی النجود ،مطر الوراق ،یونس بن عبید وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔حافظ ابن حجر نے آپ کو صدوق یہم قرار دیا ہے۔[52] قدریہ[53] کے سخت خلاف تھے۔171ھ میں وفات پائی۔[54]

امام یعقوب کی سلام بن سلیمان سے سند:یعقوب خود فرماتے ہیں:"قرأت علی سلام في سنة ونصف"۔[55]

ترجمہ:میں نے ڈیڑھ سال سلام بن سلیمان سے پڑھا۔

"قال رَوْح بْن عَبْد المؤمن، وغيره: قرأ يعقوب عَلَى سلّام الطويل، وقرأ سلّام عَلَى أَبِي عَمْرو بْن العلاء".[56]

روح بن عبد المؤمن فرماتے ہیں کہ ان کے استاد یعقوب نے سلام طویل سے اور سلام نے امام ابو عمرو بصری سے پڑھا۔

"وقال محمد بْن المتوكل: قرأت عَلَى يعقوب، وقرأ عَلَى سلّام، وقرأ سلّام عَلَى عاصم بْن أبي النجود، عَنْ أَبِي عَبْد الرَّحْمَن، عَنْ عليّ ".[57]

محمد بن متوکل فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے استاد یعقوب سے انھوں نے سلام طویل سے اور سلام نے امام عاصم کوفی سے انھوں نے ابو عبد الرحمن سلمی سے اور انھوں نے علی سے پڑھا۔

"وَرُوِيَ عَنْ يعقوب أَنَّهُ قرأ عَلَى سلّام، وأنّه قرأ عَلَى عاصم الْجُحْدُرِيّ. فهذه ثلاثة أقوال مختلفة".[58]

اور یہ بھی روایت کیا گیا ہے کہ یعقوب نے سلّام سے اور سلّام نے عاصم جحدری سے پڑھا۔ تو اس طرح یہ تین مختلف اقوال ہیں۔

14-جعفر بن حیان سعدی(م: 165ھ):

جعفر بن حیان سعدی ، ابو الأشہب عُطاردی بصری خراز الأعمی، امام، حجہ، ثقات حفاظ اور کتب ستہ کے رواۃ میں سے ہیں۔حدیث کو بکر بن عبد اللہ مزنی ،توبۃ العنبری ، حسن بصری ، ابو السلیل ضریب بن نقیر ،عامر شعبی ،عبد الرحمن بن طرفہ ،عکرمہ مولی ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ بصرہ میں خلیفہ مہدی کے زمانے میں ۱۶۵ھ کو وفات پائی۔[59]

امام ذہبیؒ فرماتے ہیں: "وقراءته على أبي الأشهب عن أبي رجاء عن أبي موسى في غاية العلو"۔[60]

"امام یعقوب کی قراءت ابو الأشہب کے واسطہ سے جس کو وہ ابو رجاء سے اور ابو رجاء ابو موسی سے روایت کرتے ہیں، بہت عالی ہے۔"

15-اسحاق مسیبی(م: 206ھ):

اسحاق بن محمد بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن المسیب بن ابی السائب : صیفی ، قرشی مخزومی مسیبی مدنی ، ابو محمد،نافع بن ابی نعیم کے خاص تلامذہ،مدینہ کے جلیل القدر قراء اور عالم حدیث ہیں۔امام ابو داود نے آپ سے روایت نقل کی ہے۔حافظ ابن حجر نے ان کو صدوق فیہ لین و رمی بالقدر کہا ہے۔قرات اور حدیث میں بہت بڑے امام گذرے ہیں۔

انہوں نے اپنی سند حدیث کو عبد الرحمن بن أبي الزناد ،مالک بن أنس ،محمد بن عبد الرحمن بن أبي ذئب ،نافع بن عبد الرحمن بن أبي نعيم القارئ ، ان کو قرآن بھی سنایا ،نافع بن عمر جمحی وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ آپ کے بیٹے محمد بن اسحاق،ابو حمدون طیب بن اسماعیل، خلف بزاراور ایک بہت بڑی جماعت نے آپ سے قراءت سیکھی۔ 206ھ میں وفات ہوئی۔[61]

16۔یحیی بن آدم (م: ۲۰۳ھ):

یحیی بن آدم بن سلیمان قرشی اموی ، کوفی،ابو زکریا ، خالد بن عقبہ بن ابی معیط کے آزاد کردہ ہیں،علامہ، حافظ، مجود،فقیہ، ثقہ، حجہ،علم کے جامع،صاحب التصانیف،کثیر الحدیث اور کتب ستہ کے رواۃ میں سے ہیں،امام عاصم کے حروف کا ابو بکر بن عیاش سے سماع کیا۔

قرات اور حدیث میں بہت بڑے امام گذرے ہیں۔انہوں نے اپنی سند حدیث کو جریر بن حازم ،حماد بن سلمہ ،حمزۃ بن حبیب الزیات ،زهیر بن معاویہ،سفیان الثوری ،سفیان بن عیینہ،عبد اللہ بن مبارک ،وکیع بن جراح ،ابو بکر بن عیاش وغیرہ سے روایت کرتے ہیں۔ستر ۷۰ سال کی عمر میں ۲۰۳ھ میں وفات پائی۔[62]

قرآن،حدیث اور تاریخی تناظر میں تجزیاتی مطالعہ

یہ بات بہت اچھی طرح واضح ہے کہ شریعت اسلامیہ کے دو بنیادی ماخذ ہیں جن میں سے ایک قرآن مجید اور دوسرا سنت رسول ﷺ ہے۔ وحی کی دو مختلف شکلیں(متلو اور غیر متلو) ہونے کے باوجود دین کی اساس انہی دو چیزوں پر قائم ہے اور دین کے قیام کے لیے دونوں چیزیں یکساں طور پر ضروری اور اہم ہیں ۔

مسلم معاشرے میں انفرادی و اجتماعی ہر دو سطح پر ان دو ماخذ کو دستور العمل اور حرز جاں بنایا جانا ضروری ہے۔قرآن مجید ایک متن متین ہے جس میں بہت سے احکام ومسائل اجمال واختصار کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں، حدیث انکی شرح وتفصیل بیان کرتی ہے،حدیث کے بغیر ان مجمل احکامِ قرآن کو سمجھنا اور ان آیات کا موقع و محل پہچاننا دشوار ہے۔ارشادِ باری تعالی ہے :

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ[63]

"اور ہم نے آپ کی طرف نصیحت اتاری تاکہ آپ اسے لوگوں کے لیے کھول کر بیان کردیں،جوکچھ ان کی طرف اتارا گیا ہے اور تا کہ وہ غور و فکر کریں۔"

إِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهُ وَقُرْآنَهُ o فَإِذَا قَرَأْنَاهُ فَاتَّبِعْ قُرْآنَهُ o ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ o[64]

"بلاشبہ اس کا جمع کرنا اور(م: آپ کا) اس کو پڑھنا ہمارے ذمہ ہے ۔ جب ہم اسے پڑھیں توآپ اس پڑھنے کی پیروی کریں۔پھر بلاشبہ اس کاواضح کرنا ہمارے ذمہ ہے۔"

قرآن کریم اور اسکی شرح و تفسیر یعنی سنت نبوی ﷺ دونوں کی تشریعی حیثیت تسلیم کرنا اور فہم حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے، کیونکہ یہی تو خالق کائنات کی طرف سے انسانوں کی ہدایت وراہنمائی ونجات کا واحد اوربنیادی راستہ و ذریعہ ہے ۔ ایک مسلمان سنت کا جس قدر وسیع علم رکھے گا،اسے قرآن کو سمجھنے اور اس سے احکام مستنبط کرنے میں اتنی زیادہ آسانی ہوگی اور جو جس قدر علم حدیث سے بے بہرہ ہوگا،اسی قدر حقیقی فہم قرآن سے محروم رہے گا،یعنی دونوں لازم و ملزوم ہیں۔ ایک کے بغیر دوسرے کا تصور ممکن نہیں۔خلاصہ یہ کہ وحی قرآن اور حدیث کانام ہے۔اور دونوں کی حفاظت رب العلمین خود لی ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ[65]

"بے شک ہم نے ذکر کونازل کیااور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں"۔

اور ان کی حفاظت کیسے ہوئی یہ بذات خود ایک بہت بڑاموضوع ہے، مختصراًیہ کہ جس طرح قرآن کاایک ایک حرف اور ایک ایک قراءت محفوظ ہے ، نبی کریم ﷺ کا ایک ایک فرمان بھی اسی طرح محفوظ ہے۔ان کی حفاظت کے اسباب میں سے ایک یہ ہے کہ قراءت اور حدیث کی صحت کادارومدار استاد سے پڑھنے اور اس کو یاد رکھنے پرہے اور حدثنا،اخبرناکتابوں سے نہیں ہوتا،ہمارادین حدثنا،اخبرنا کے بغیر مقبول نہیں اور حدثنا،اخبرناصرف استاد سے ہوتا ہے، آئمہ قراءت اور آئمہ محدثین یعنی دونوں کے ہاں ایسے آدمی کا علم مقبول نہیں جس نے استاد کے سامنے بیٹھ کر زانوائے تلمذ طے نہ کیے ہوں۔اس کایہ علم منقطع السند ہوگااور یہ قراءاور محدثین دونوں کے ہاں ضعف کی علامت

ہے اور ایسے علم کی نسبت ہم اللہ کے نبی ﷺ کی طرف نہیں کرسکتے۔کیونکہ فرمان نبوی ہے جسے مغیرہ بن شعبہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا، فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ»[66]

" جس نے جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولا، اسے چاہیے کہ اپنا ٹھکانہ آگ میں بنالے"۔

اس لیے سلف صالحین نے چاہے قراءت کا علم ہو یا حدیث کا اس میں سند کا خصوصی اہتمام کیا ہے اور جیسا کہ اس مقالہ میں اس حوالہ سے ان آئمہ کرام کی اسانید کو بیان کیا گیا ہے۔ اور یہ وہ تابعین کرام ہیں جن کی سند نبی کریم ﷺ تک محفوظ ہے اور ان ہی میں آئمہ قراءات سبعہ و عشرہ بھی ہیں یا وہ ان سے قراءات نقل کرنے والے یعنی تبع تابعین میں سے ہیں۔ یعنی تابعین کرام ایسا گروہ ہے جس نے دین کو چاہے وہ قرآن ہو یا حدیث متصل و صحیح سند کے ساتھ من و عن اسی طرح آگے تبع تابعین میں منتقل کیا جس طرح انھوں نے صحابہ کرام سے سیکھا۔

صحابہ کرام کی صحبت سے فیض حاصل کرنے والے، مستفید ہونے والے علم کے جامع تھے، یعنی کہ وہ نہ صرف قاری تھے بلکہ مفسر و محدث بھی تھے مزید یہ کہ عجمی ہونے کے ساتھ ساتھ عربی زبان کے بھی ماہر تھے۔ تابعین کے زمانہ کے بعد جب ہمتیں پست ہوئیں یا کسی شخص نے کسی ایک ہی میدان کو اپنایا، اس میں مہارت تامہ حاصل کی تو وہ اس شعبہ میں پھر امامت کے درجہ فائز ہوا۔

صحابہ کرام کی ایک بہت بڑی تعداد ہے جو حفاظ اور قراء تھے، اور ان میں سے بعض تو وہ ہیں جن سے نبی کریم ﷺ نے قرآن سیکھنے کا حکم دیا۔

"عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا، سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: «اسْتَقْرِئُوا القُرْآنَ مِنْ أَرْبَعَةٍ، مِنْ ابْنِ مَسْعُودٍ، وَسَالِمٍ، مَوْلَى أَبِي حُذَيْفَةَ، وَأُبَيٍّ، وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ»".[67]

"چار اشخاص سے قرآن پڑھو، عبد اللہ بن مسعود، سالم ابو حذیفہ کے آزاد کردہ غلام، ابی بن کعب اور معاذ بن جبل سے۔"

جن میں سیدنا معاذ بن جبل ١٨ھ،سالم مولی ابو حذیفہ 12ھ،عبد اللہ بن عمر٧٣ھ،عقبہ بن عامر 60ھ ایسی شخصیات ہیں کہ ان کی قراءات ہم تک نہیں پہنچیں۔[68] اس کی وجہ یہ ہے کہ کہ ان میں سے بعض کی وفات جلد ہو گئی اور انھیں اپنے علم کو آگے منتقل کرنے کا موقع نہ مل سکا۔

اس علم کو محفوظ کرنے کے لیے علماء محققین وماہرین نے نے قراءات کے قبول ہونے کے لیے تین شرائط مقرر کی ہیں کہ ان کی اسناد نبی کریم ﷺ تک متصل، صحیح اور تواتر کے ساتھ ثابت ہوں، یہ قراءات وروایات رسم عثمانی اور لغت عربیہ کے موافق بھی ہوں، جیسا کہ امام ابن الجزری نے طیبۃ النشر میں قراءات کے ان ارکان ثلاثہ کو واضح کیاہے فرماتے ہیں:

"فَكُلُّ مَا وَافَقَ وَجهَ نَحْوِ ...وَكَانَ لِلرَّسْمِ احْتِمَالاً يَحْوِی
وَصَحَّ إِسْنَاداً هُوَ الْقُرآنُ...فَهَذِهِ الثَّلاثَةُ الأَرْكَانُ
وَحَيثُمَا يَخْتَلُّ رُكْنٌ أَثْبِتِ...شُذُوذَهُ لَوْ أَنَّهُ فِي السَّبعَةِ".[69]

"پس(کسی قراءت کے صحیح ہونے کی شرائط یہ ہیں کہ)وہ کسی نحوی وجہ کے مطابق ہو اور رسم کے موافق ہو چاہے وہ احتمالاً ہی ہو۔اور صحیح سند سے منقول ہو تو یہ قرآن ہے پس یہ تین ارکان ہیں۔اور جس مقام پر کسی بھی رکن میں خلل آجائے تو یہ اس قراءت کو شاذ ثابت کر دے گا چاہے وہ آئمہ سبعہ ہی کی قراءت ہو۔"

ان اشعار میں علامہ ابن جزری کسی قراءت کے صحیح متصل الاسناد ہونے کے متعلق تین قوانین ذکر فرمارہے ہیں اور انہی تین قوانین پر جانچ کر کسی قراءت کے صحیح اور غیر صحیح ہونے کا علم ہوتا ہے۔

اول: اس قراءت کا کسی نحوی وجہ کے مطابق ہونا ضروری ہے۔

دوم: اس قراءت کا رسم عثمان غنی کے تحریر کردہ مصاحف میں سے کسی مصحف کے مطابق ہو۔

سوم: وہ قراءت صحیح اور متواتر سند سے آنحضرت ﷺ سے ثابت ہو۔

جس قراءت میں ان ارکان میں سے ایک رکن بھی رہ گیا تو وہ قراءت صحیح نہیں ہو گی بلکہ شاذ میں شمار ہو گی جبکہ قراءت شاذہ ادبی، نحوی اور تفسیری اعتبار سے بہت شاندار ہیں، فقہاء اس سے بہت سے مسائل کا استنباط کرتے ہیں مگر

شاذ ہونے کی وجہ سے ان تین ارکان میں سے کسی رکن کا نہ ہونا ہے یعنی رسم کے موافق نہیں ہے یا اس کی نبی کریم ﷺ تک سند ثابت نہیں ہے وغیرہ اس لیے شاذ قراءات مقبول نہیں ہیں اور شاذ قراءات میں مندرجہ ذیل چار آئمہ معروف ہیں:

۱-امام محمد بن محیصن ۲-یحیی بن مبارک یزیدی ۳-حسن بصری ۴-سلیمان بن مہران اعمش

امام حسن بصری اور سلیمان بن مہران اعمش معروف علمی شخصیات ہونے کے باوجود ان کی قراءت کو شاذ کہا گیا ہے کیونکہ یہ اصول قراءات پر مکمل نہیں اتریں۔

قراءت کا مدار نقل (سند) پر ہے: ان تابعین کرام نے ویسے ہی تبع تابعین کو من وعن اسی طرح سکھایا جس طرح انھوں نے خود صحابہ کرام سے سیکھا تھا، ایک حرف حتی کہ ایک حرکت کو بھی تبدیل نہیں کیا اس کی ایک وجہ تو نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے جسے علی روایت کرتے ہیں:

"وَقَالَ عَلِيٌّ: إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تَقْرَؤُوا كَمَا عُلِّمْتُمْ))".[70]

"یقیناً اللہ کے رسول ﷺ قرآن ایسے پڑھنے کا حکم دیتے ہیں جیسے تمھیں سکھایا گیا ہے۔"

دوسری وجہ قراءت میں قیاس کا کوئی دخل نہیں ہے، فقہی قیاس اور اجتہادی رائے سے اس کا کوئی تعلق نہیں جیسا کہ امام شاطبی فرماتے ہیں:

"وَمَا لِقِيَاسٍ فِي الْقِرَاءةِ مَدْخَلٌ... فَدُونَكَ مَا فِيهِ الرِّضا مُتَكَفِّلَا".[71]

"فن قراءت میں قیاس کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے پس تو اس میں وہی چیز لے جو پسندیدہ ہے (یعنی نقل متواتر) اس حال میں کہ تو اس کا ذمہ دار بننے والا ہے۔"

فقہاء اور قراء کے اختلاف میں فرق یہ ہے کہ فقہاء کا اختلاف اجتہادی ہوتا ہے اور قراء کا روایتی، اسی وجہ سے فقہ کی اختلافی وجوہ میں سے ایک صحیح و درست ہے باقی میں خطا کا احتمال ہے جبکہ قراءت کی اختلافی وجوہ میں سے ہر ایک صحیح، حق، منزل من اللہ اور کلام الٰہی ہے۔ جس صحابی اور تابعی کی طرف اس وجہ کی نسبت ہوتی ہے اس نے

اس کو اسی طرح پڑھا تھا اور وہ اس کے لیے اضبط اور اقراء تھا۔ اس لیے قرآن کا بالمشافہ کسی قاری سے سیکھنا ضروری ہے۔

عبد الرحمن بن ہرمز اعرج، مجاہد بن جبر یا جبیر، سعید بن جبیر، ابو عبدالرحمن سلمی کوفی عبداللہ بن حبیب، زر بن حبیش، اعمش سلیمان بن مہران، محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلی، حمران بن اعین، جعفر بن محمد صادق وغیرہ تابعین میں سے یہ وہ مکرم ہستیاں ہیں جو علم کا سمندر تھے، عربیت کے ساتھ ساتھ قرآن اور حدیث دونوں میں مہارت رکھتے تھے، ان کے بعد آنے والوں کو ہمتیں پست ہوئیں تو انھوں نے کسی ایک میدان میں مہارت حاصل کی اور اس علم میں امام بن گئے، مثلاً امام نافع اور امام ابو جعفر یزید بن قعقاع مدینہ میں، امام عبد اللہ بن کثیر مکہ میں، امام ابو عمرو اور امام یعقوب بصرہ میں، امام عبد اللہ بن عامر شام میں، امام عاصم، امام حمزہ، امام کسائی اور امام خلف کوفہ میں قراءت کے امام مانے جاتے ہیں کیونکہ ان لوگوں نے اپنی پوری زندگی صرف اسی کام کے لیے وقف کر دی تھی۔

لیکن ان آئمہ کرام تک یہ علم ان تابعین کرام کے ذریعہ ہی پہنچا ہے، اگرچہ وہ اس علم میں امام نہیں گردانے گئے لیکن وہ اس علم کا واسطہ وذریعہ بن گئے۔ جیسے کہا جاتا ہے کہ یہ امام عاصم کی قراءت ہے، یہ امام نافع کی قراءت ہے وغیرہ اس طرح ان تابعین کی طرف اس قراءت کو منسوب نہیں کیا جاتا جیسے عبدالرحمن ہرمز کی قراءت، مجاہد بن جبیر کی قراءت وغیرہ لیکن یہ تابعین کرام اس علم کے ناقلین ہیں، پہچانے والے ہیں اور انھوں نے صحابہ کرام سے جیسے سیکھا، پڑھا ویسے ہی من وعن اسی طرح اسے آگے پہنچا دیا، انہیں کے بارے میں امام شاطبی فرماتے ہیں:

"جَزَی اللہُ بِالْخَیْرَاتِ عَنَّا أَئِمَّةً...لَنَا نَقَلُوا القُرَآنَ عَذْباً وَسَلْسَلَا".[72]

"اللہ تعالی ہماری طرف سے ان اماموں کو بہترین جزا دے جنھوں نے قرآن کو ہم تک پہونچایا اس شان سے کہ وہ نہایت شیریں اور مسلسل (الی رسول اللہ ﷺ) ہے۔"

نتائج

یہ تمام کے تمام شیوخ ثقات اور متقنین تابعین میں سے ہیں جنھوں نے صحابہ کرام کی صحبت سے فیض حاصل کیا اور صحابہ کرام نے براہ راست نبی اکرم ﷺ سے سیکھا اور نبی اکرم ﷺ نے روح القدس، جبریل امین کے واسطہ سے اللہ احکم الحاکمین سے اس قرآن مجید کو سیکھا، یاد کیا تو یہ سند متواتر نبی کریم ﷺ تک نہیں بلکہ اللہ رب العزت تک پہنچتی ہے جس سے اس کتاب کا معجزہ ہونا ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتاب تا قیامت اسی طرح محفوظ رہے گی، ارشاد باری تعالی ہے۔

لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ[73]

"اس کے پاس باطل نہ اس کے آگے سے آتا ہے اور نہ اس کے پیچھے سے، ایک کمال حکمت والے، تمام خوبیوں والے کی طرف سے اتاری ہوئی ہے۔"

اس آیت مبارکہ کے مختلف مفہوم بیان کیے گئے ہیں ان میں سے:

ایک یہ ہے کہ پہلے کی کوئی کتاب یا تحقیق اس قرآن کی کسی بات کو غلط یا باطل ثابت نہیں کر سکتی اور نہ ہی بعد کی کوئی کتاب یا تحقیق اس کی کسی بات کو غلط ثابت کر سکے گی۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس میں باطل کی آمیزش نہ کوئی کھلم کھلا کر سکتا ہے نہ چوری چھپے، جیسا پہلی کتابوں کے ساتھ ہوا، بلکہ اس کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالی نے لیا ہے۔

إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ[74]

"بے شک ہم نے ذکر کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں"۔

﴿حکیم﴾وہ جسکی کسی تدبیر میں خطانہ ہو اور ﴿حمید﴾وہ جس کے کسی فعل کی مذمت نہ ہو سکے۔[75]

دوسرا ان قراءت کے شیوخ میں بڑے بڑے محدث بھی ہیں مثلاً عبد الرحمن بن ہرمز اعرج، مجاہد بن جبیر، سعید بن جبیر، حسن بصری، محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلی، جعفر بن محمد الصادق، سلام بن سلیمان، اسحاق مسیبی، یحیی بن آدم وغیرہ جو قراءت میں اتنے مشہور و معروف نہیں ہوئے جتنا حدیث میں۔

تیسرا یہ کہ جس طرح آئمہ قراءات نے قراءات کے علاوہ حدیث کی خدمت کی، اسی طرح محدثین بھی حدیث کے علاوہ علم قراءات میں خدمت سرانجام دیتے رہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

تیسرا یہ کہ جس طرح آئمہ قراءات نے قراءات کے علاوہ حدیث کی خدمت کی، اسی طرح محدثین بھی حدیث کے علاوہ علم قراءات میں خدمت سرانجام دیتے رہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

حوالہ جات

1 . سورۃ الحجر: ۹

2 . بنّاء، احمد بن محمد دمیاطی، شہاب الدین (م:1117ھ)، إتحاف فضلاء البشر فی القراءات الأربعۃ عشر، محقق: د. شعبان محمد اسماعیل، ناشر: عالم الکتب، بیروت، لبنان، طبع: اول، ۱۹۸۷ء: (67/1)

3 . ایضاً

4 . بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ (م:۲۵۲ھ) صحیح بخاری، دار السلام، ریاض، طبع، دوم، ۱۹۹۹: رقم الحدیث: ۴۹۹۲

5 . عبد الرحمن بن اسماعیل بن ابراہیم مقدسی دمشقیؒ، ابو القاسم، شہاب الدین، اأبو شامہ: مؤرخ، محدث، مقری اور فقیہ، دمشق میں 599ھ میں پیدا ہوئے، اور یہیں 665ھ میں وفات پائی۔ قراءت میں آپ کی کتابوں میں إبراز المعانی شرح شاطبیہ اور مفردات القراء ہیں۔ صلاح الدین، محمد بن شاکر (م:764ھ)، فوات الوفیات، محقق: احسان عباس، ناشر: دار صادر، بیروت طبع: اول، 1974 (۲/۲۶۹)

6 . محمد بن محمد بن محمد بن علی بن یوسف، ابو الخیر، شمس الدین، دمشقی، ابن الجزری کے لقب سے مشہور ہیں (م: 833ھ) اپنے زمانے کے شیخ القراء اور حفاظ حدیث میں سے ہیں، قراءت میں بہت سی مفید کتب تالیف کیں ان میں "الدرۃ"، "طیبۃ النشر"، "منجد المقرئین" اور "غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء" اس کے علاوہ وظائف و اذکار میں "حصن حصین" بہت ہی معروف کتاب ہے۔ مزید تفصیل کے لیے دیکھیے: سخاوی، محمد بن عبد الرحمن: (م: 902ھ)، الضوء اللامع لأہل القرن التاسع، ناشر: منشورات دار مکتبۃ الحیاۃ، بیروت: ۲/ 193

7 . سیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، جلال الدین (م: 911ھ)، الإتقان فی علوم القرآن، محقق: احمد بن علی، ناشر: دار الحدیث، قاہرہ، مصر، طبع: ۲۰۰۴ء: ۱/۲۴۲

8 . ایضاً

9 . ذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، شمس الدین، ابو عبد اللہ (م:748ھ)، معرفۃ القراء الکبار علی الطبقات والاعصار، محقق: د. طیار آلتی قولاچ، ناشر: دار عالم الکتب، طبع: اول، ۲۰۰۳ء: ۱/ ۲۴تا۴۲

10 . سیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر، جلال الدین (911ھ)، الإتقان فی علوم القرآن، محقق: احمد بن علی، ناشر: دار الحدیث، قاہرہ، مصر، طبع: ۲۰۰۴ء:۱/ ۲۲۴

11 . سخاوی، علم الدین (۶۴۳ھ)، جمال القراء وکمال الإقراء، تحقیق: علی حسین البواب، ناشر: المکتبۃ التراث، المکۃ المکرمۃ، طبع: اول، ۱۹۸۷، ص:۴۲۸، سیوطی، الإتقان فی علوم القرآن:۱/ ۲۲۵

12 . سخاوی، علم الدین (۶۴۳ھ)، جمال القراء وکمال الإقراء، تحقیق: علی حسین البواب ناشر: المکتبۃ التراث، المکۃ المکرمۃ، طبع: اول، ۱۹۸۷، ص:۴۲۸و۴۲۹

13 . المزی، یوسف بن عبد الرحمن، ابو الحجاج، (م:742ھ)، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، محقق: د. بشار عواد معروف ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت طبع: اول، 1980ء: 17/ 467، ذہبی، سیر اعلام النبلاء: ۹/ ۳۴۶ و معرفۃ القراء الکبار: ۱/ ۱۸۱، ۱۸۰

14 . ابن مجاہد، احمد بن موسی بن عباس تمیمی بغدادی، ابو بکر (م:324ھ) کتاب السبعۃ فی القراءات، محقق: شوقی ضیف، ناشر: دار المعارف، مصر، طبع: دوم، 1400ھ، ص:۵۵

15 . عجلی، احمد بن عبد اللہ بن صالح، الکوفی، ابو الحسن (م:261ھ) معرفۃ الثقات من رجال اہل العلم والحدیث و من الضعفاء، محقق: عبد العلیم عبد العظیم بستوی ناشر: مکتبۃ الدار، المدینۃ المنورۃ، السعودیۃ، طبع: اول، 1985ء:۲/ ۲۷۶

16 . ابن حجر، احمد بن علی، عسقلانی (م:852ھ)، تقریب التہذیب، ناشر: دار المعرفۃ بیروت لبنان، طبع سوئم، ۲۰۰۱ء:۲/ ۲۵۱

17 . ذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، ابو عبد اللہ (م:748ھ)، الکاشف فی معرفۃ من لہ روایۃ فی الکتب الستۃ، محقق: محمد عوامۃ احمد محمد نمر الخطیب، ناشر: دار القبلۃ للثقافۃ الإسلامیۃ، جدۃ، طبع: اول، 1992ء:۲/ ۲۵۸

18 . ابن مجاہد، کتاب السبعۃ فی القراءات، ص:۶۱

19 . معرفۃ القراء الکبار: ۱/ ۱۸۴، المزی، یوسف بن عبد الرحمن، ابو الحجاج، (م:742ھ)، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال، محقق: د. بشار عواد معروف ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت طبع: اول، 1980ء:۲۷/ ۴۹۵

20 . ابن حجر، تقریب التہذیب:۲/ ۳۷۳

21 . ذہبی، الکاشف فی معرفۃ من لہ روایۃ فی الکتب الستۃ:۲/ ۳۸۲

22 . المزی، تہذیب الکمال فی اسماء الرجال:۳۲/ ۱۲۲

23 . ابن مجاہد، کتاب السبعۃ فی القراءات، ص:۶۱

24 . سیر اعلام النبلاء: ۴/۴۴۹، معرفۃ القراء الکبار: ۱/۱۶۳، تہذیب الکمال: ۲۷/۲۲۸

25 . معرفۃ القراء الکبار: ۱/۱۶۴

26 . تہذیب الکمال: ۲۷/۲۲۹

27 . ایضاً: ۲۷/۲۳۰

28 . معرفۃ القراء الکبار: ۱/۱۶۴

29 . ابن مجاہد، کتاب السبعۃ فی القراءات، ص: ۶۴

30 . سیر اعلام النبلاء: ۴/۳۲۱، معرفۃ القراء الکبار: ۱/۱۶۵، تہذیب الکمال: 10/358

31 . ابن مجاہد، کتاب السبعۃ فی القراءات، ص: ۸۳

32 . ایضاً

33 . معرفۃ القراء الکبار: ۱/۱۴۶، تہذیب الکمال: ۱۴/۴۰۸

34 . معرفۃ القراء الکبار: ۱/۱۴۳، غایۃ النہایۃ: ۱/294، سیر اعلام النبلاء: ۴/۱۶۶، تہذیب الکمال: ۹/۳۳۵

35. السبعۃ فی القراءات: ص: ۷۰

36 . معرفۃ القراء الکبار: ۱/۲۱۴، غایۃ النہایۃ: ۱/315، سیر اعلام النبلاء: ۶/۲۲۶، تہذیب الکمال: ۱۲/۷۶

37 . سیر اعلام النبلاء: ۶/۲۲۸

38 . ابن مجاہد، کتاب السبعۃ فی القراءات، ص: ۷۳

39 . ایضاً، ص: ۷۳

40 . معرفۃ القراء الکبار: ۱/۲۴۹، غایۃ النہایۃ: 2/165، تہذیب الکمال: 25/622

41 . ابن مجاہد، کتاب السبعۃ فی القراءات، ص: ۷۳

42 . ایضاً، ص: ۷۲

43 . ایضاً، ص: ۷۴

44 . معرفۃ القراء الکبار: ۱/۱۷۱، غایۃ النہایۃ: ۱/261، تہذیب الکمال: 7/306

45 . ابن مجاہد، کتاب السبعۃ فی القراءات، ص: ۷۲

46 . ایضاً، ص: ۷۲

47 . تہذیب الکمال: ۵/۴۷، غایۃ النہایۃ: ۱/۱۹۶، سیر اعلام النبلاء: ۶/۲۵۵

48 . ابن مجاہد، کتاب السبعۃ فی القراءات: ص: ۷۳

49 . تہذیب الکمال: ۵/۴۷، غایۃ النہایۃ: ۱/۱۹۶

50 . تہذیب الکمال: ۲۳/۱۱، معرفۃ القراء الکبار: ۱/۲۶۹، غایۃ النہایۃ: ۱/612، سیر اعلام النبلاء: ۷/۱۹۹

51 . ابن مجاہد، کتاب السبعۃ فی القراءات: ص: ۷۸

52. تقریب التہذیب: ۱/ ۳۲۸

53 . قدریہ: تقدیر کے منکرین کو قدریہ کہا جاتا ہے۔ ان کے نظریات میں سے ایک یہ ہے کہ ہر بندہ اپنے فعل کا خالق ہے، کفر اور نافرمانی اللہ سبحانہ وتعالی کی تقدیر میں نہیں ہیں۔ اللہ تعالی کا علم قدیم نہیں ہے۔ ان کو نبی کریم صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے مجوس ہذہ الأمۃ کہا ہے۔ ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم، حرانی، ابو العباس (728ھ)، العقیدۃ الواسطیۃ، محقق: ابو محمد اشرف بن عبد المقصود، ناشر: أضواء السلف، الریاض، طبع: دوم، 1999ء، ص: ۰۸،
جرجانی، علی بن محمد زین شریف (816ھ)، التعریفات، محقق: محمد باسل عیون السود، ناشر: دار الکتب العلمیۃ بیروت –لبنان، طبع: اول: ۲۰۱۳ء، ص: ۱۷۴

54 . معرفۃ القراء الکبار: ۱/ ۳۲۸، غایۃ النہایۃ: ۱/ ۳۰۹، تہذیب الکمال: ۱۲/ ۲۸۸

55. غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء: 2/ 386

56 . تاریخ الإسلام: ۵/ ۲۳۱

57. ایضاً

58. ایضاً

59 . سیر اعلام النبلاء: 7/ 286، تہذیب الکمال: 5/ 22، غایۃ النہایۃ: ۱/ ۱۹۲

60. غایۃ النہایۃ فی طبقات القراء: 2/ 386

61 . معرفۃ القراء الکبار: ۱/ ۳۱۲، غایۃ النہایۃ: ۱/ ۱۵۷، تہذیب الکمال: 2/ ۴۷۳

62 . معرفۃ القراء الکبار: ۱/ ۳۴۲، غایۃ النہایۃ: ۱/ ۳۱۸، سیر اعلام النبلاء: ۹/ ۵۲۲، تہذیب الکمال: 31/ 188

63 . النحل: ۴۴

64 . القیامۃ: 17 تا 19

65 . الحجر: ۹

66 . صحیح بخاری، رقم الحدیث: 1291

67 . صحیح بخاری، رقم الحدیث: ۳۸۰۶

68 . ذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، شمس الدین، ابو عبد اللہ (م: 748ھ)، معرفۃ القراء الکبار علی الطبقات والأعصار، محقق: د. طیار آلتی قولاچ، ناشر: دار عالم الکتب، طبع: اول، ۲۰۰۳ء: ۱/ ۲۴ تا ۴۲

69 . ابن الجزری، محمد بن محمد بن یوسف، ابو الخیر (م: 833ھ)، مَتْنُ «طَيِّبَةِ النَّشْرِ» فِي الْقِرَاءَاتِ الْعَشْرِ، محقق: محمد تمیم الزعبی، ناشر: دار الہدی، جدۃ، طبع: اول، 1994م: ص: ۳۲

70 . ابن حبان، محمد بن حبان، ابو حاتم (م: 354ھ)، الإحسان فی تقریب صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان محقق: شعیب الأرنؤوط، ناشر: مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، طبع: اول، ۱۹۸۸ء، رقم الحدیث: ۷۴۶

71 . شاطبی، قاسم بن فیرہ بن خلف رعینی، ابو محمد (م: 590ھ) محقق: محمد تمیم الزعبی، حرز الأمانی ووجہ التہانی، ناشر: مکتبۃ اولاد الشیخ للتراث طبع: نہم، 2015 م:ص:29

72 . شاطبی، حرز الأمانی ووجہ التہانی:ص:۲

73 .فصلت: 42

74 .الحجر: ۹

75 . بھٹوی، عبد السلام بن محمد، حافظ، تفسیر القرآن الکریم، ناشر: دار الاندلس طبع: اول اشاعت ندارد:۴/۹۷